JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 13, Issue: 02, Jan – June 2020

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

جرم وسزائے ارتداد؛اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تجزیاتی مطالعہ

Crime and Punishment for Apostasy; Recommendations of the Islamic Ideological Council (An Analytical Review)

Asif Javed*
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Dr. Hafiz Hasan Madni**
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Abstract

Islamic Republic of Pakistan owes it's existence to the ideology of Islam. The ultimate objective of the creation of Pakistan was the implementation of Islamic norms and values in society. The constitutional history of Pakistan indeed is a journey from secularism to the supremacy of Islamic law and constitution in the country. It was decided once for all in the constitution of 1973 that no law repugnant to the Islamic principles of the Quran and Sunnah will enacted in the country. The Islamic ideological council was established to work out the process and procedure of a regular system. The council has submitted hundreds of recommendations since the days of its inception. The research article that fallows contains an analyses of the recommendations of the council about the law of apostasy and its internal contradiction.

***Keywords**: Apostasy, Council of Islamic ideology, constitution Islamic Republic of Pakistan, Islamic principles.*

کونسل کے قیام کا پس منظر:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام دراصل نظریہ اسلام کا مرہون منت ہے اور قرآن و سنت کے احکامات پر مبنی اسلامی معاشرہ ہی اس کی منزل مقصود ہے چنانچہ دستوری تاریخ کے آغاز ہی سے اس جانب پیش رفت جاری ہے۔ 1956ء کے آئین کے آرٹیکل 198 کی رو سے ادارہ تحقیقات اسلامی کا قیام عمل میں لانا تجویز کیا گیا تھا، جس کا کام اسلامی احکام کی تدوین و نفاذ کے بارہ میں تحقیق کرنا تھا۔ 1962ء کے آئین کے آرٹیکل 204 کے تحت کم سے کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ بارہ افراد پر مشتمل اسلامی مشاورتی کونسل کا قیام عمل

CC BY

میں لایا گیا تاکہ صدر، گورنر اور قومی یا صوبائی اسمبلی کے ممبران کی مسودہ قانون کی حیثیت کے بارہ میں اسلامی مشاورتی کونسل سے مشورہ طلب کر سکیں۔ آئین 1973ء کی دفعہ ۲۲۷ میں یہ طے کیا گیا تھا کہ پاکستان میں کوئی قانون بھی قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا چنانچہ اس کا باقاعدہ نظام وضع کرنے کی غرض سے آئین کی شق 228 کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے ایک ادارہ تشکیل دیا گیا۔[1]

1973ء کے آئین کی رو سے اسلامی نظریاتی کونسل کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا؛ جس کے آرٹیکل 228 میں قرار دیا گیا تھا کہ یومِ آغاز سے نوے دن کی مدت کے اندر اسلامی نظریات کی ایک کونسل تشکیل دی جائے گی۔[2]

آئین میں کونسل کی ہیئت ترکیبی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اسلامی کونسل کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ارکان پر مشتمل ہو گی، جسے صدر ان اشخاص میں سے مقرر کرے گا جن ارکان کو اسلام کے اصول و فلسفہ اور پاکستان کے اقتصادی، سیاسی، قانونی اور انتظامی مسائل کا فہم وادراک ہونا ضروری ہے۔[3]

آرٹیکل 228(3) کے مطابق کونسل کے کم از کم دو ارکان سپریم کورٹ یا کسی ہائی کورٹ کے حاضر سروس یا سابق جج ہوں گے۔ اس طرح کم از کم ایک خاتون رکن کا ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور کونسل کے کم از کم چار ارکان کا اسلامی علوم کی تدریس و تحقیق کے کم از کم پندرہ سالہ تجربے کا حامل ہونا لازم ہے۔ آئین کی رو سے کونسل کی تشکیل میں تمام فقہی مکاتب فکر کو نمائندگی حاصل ہو گی۔

ابتدائی طور پر کونسل کا دفتر لاہور میں قائم کیا گیا جسے 1977ء میں اسلام آباد منتقل کر دیا گیا۔ 1995 سے لے کر آج تک کونسل کا دفتر اپنی علیحدہ بلڈنگ میں قائم ہے۔ کونسل کا پہلا چیئرمین ہونے کا اعزاز جسٹس محمد اکرام کو حاصل ہے اور قبلہ ایاز اس کے موجودہ چیئرمین ہیں۔[4]

کونسل کے فرائض:

آئین کے آرٹیکل 230 کے تحت کونسل کے فرائض یہں شامل ہے کہ وہ ایوانِ زیریں اور ایوانِ بالا کو ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرے گی جن سے پاکستان کے اہل اسلام انفرادی اور اجتماعی سطح پر قرآن وسنت کے مقرر کردہ اصول و تصورات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ اسلامی کونسل کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر کو کسی استفسار پر مشورہ دے گی کہ کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔ اسلامی کونسل ان تدابیر اور مراحل کو عمل میں لانے کی سفارش کرے گی جن کی بنا پر نافذ قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جا سکے گا۔ اسلامی کونسل کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ ایوانِ زیریں، ایوانِ بالا اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لیے اسلامی احکام کو ایک موزوں شکل میں مدون کرے گی جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے گا۔[5]

کونسل کا طریق کار:

آئین کا آرٹیکل 229 نظریاتی کونسل کے طریق کار پر مشتمل ہے جس کی رو سے جب کوئی سوال کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کی طرف سے اسلامی کونسل کو بھیجا جائے گا، کونسل اس کے بعد پندرہ دن کے اندر متعلقہ ایوان، اسمبلی، صدر یا گورنر کو اپنی

سفارشات پیش کرنے کی پابند ہو گی۔ تاہم فوری نوعیت کے مجوزہ قانون کو اسلامی کونسل کے مشورہ مہیا ہونے سے قبل بھی وضع کیا جا سکے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ جب وہ قانون اسلامی کونسل کے پاس مشورہ کے لیے بھیجا جائے گا اور کونسل یہ مشورہ دے گی کہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے تو ایوان، صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر اس وضع کردہ قانون پر دوبارہ غور کرے گا۔ اسلامی کونسل اپنے تقرر سے سات سال کے اندر اپنی حتمی رپورٹ پیش کرے گی اور سالانہ عبوری رپورٹ پیش کیا کرے گی۔ یہ رپورٹ خواہ عبوری ہو یا حتمی، موصولی سے چھ ماہ کے اندر دونوں ایوانوں اور ہر صوبائی اسمبلی کے سامنے برائے بحث پیش کی جائے گی اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور اسمبلی، رپورٹ پر غور وخوض کرنے کے بعد حتمی رپورٹ کے بعد دو سال کی مدت کے اندر اس کی نسبت قوانین وضع کرے گی۔[6]

تبدیلی مذہب اور مرتد کی سزا:

مورخہ 15۔ اپریل 1981ء کو وزارت دفاع پاکستان ایئر ہیڈ کوارٹر پشاور کی جانب سے کونسل کو ایک ریفرنس موصول ہوا جس کا عنوان تبدیلی مذہب کا طریق کار تھا۔ ریفرنس اپنے عنوان سے متعلق ایک استفسار پر مبنی تھا کہ اسلام کی رو سے مذہب تبدیل کرنے کا طریقہ کار کیا ہے اور اس کی سزا کیا ہو گی؟ اس پر کونسل نے مورخہ 17۔ اگست 1981ء کو اسلام آباد میں اجلاس منعقد کیا، اجلاس ہذا میں ریفرنس پر غور و فکر کرنے کے بعد تبدیلی مذہب اور مرتد کی سزا کے بارہ میں مندرجہ ذیل فیصلہ کیا گیا:

"طے پایا کہ معصیت کے اختیار کرنے کا کوئی طریقہ اسلام میں نہیں ہے۔ کونسل مذکورہ ریفرنس کے پیرا نمبر ۳ کی اصولی طور پر مکمل تائید کرتی ہے کہ:

> Apostasy in Islam is a deplorable act. As far as we are aware, this has not been specifically made a "Crime" as such either by constitution of Pakistan or the P.A.F. Act, or under any penal law of country. The question neverthless, deserve, serious consideration. However, retention of such personnel in the service is not considered desirable. It is recommended that such personnel, at best, be relieved from service with full benifits. You are, therefore, requested to advise the action and procedure to be followed in this case."[7]

جہاں تک مرتدین کے مذہب بدلنے کا تعلق ہے، اس پر کونسل اس صورت میں غور کرے گی جب حکومت کی جانب سے مجوزہ قانون پر کونسل کی رائے دستور پاکستان کی دفعہ نمبر ۳۲(ب) کے تحت طلب کی جائے گی۔"

قانون ارتداد کے نفاذ کی سفارش:

اسلامی نظریاتی کونسل کے مذکورہ فیصلہ میں قرار پایا تھا کہ مذہب تبدیل کرنا معصیت ہے اور معصیت اختیار کرنے کا اسلام میں کوئی طریقہ نہیں ہے تاہم ارتداد کی سزا اور اس کے نفاذ کی سفارش پر حکومتی مراسلہ کے بعد ہی غور کیا جاسکے گا چنانچہ کیبنٹ ڈویژن کی جانب

سے کونسل کو حکومتی مراسلہ 27 مئی 1982 کو موصول ہوا۔اس کے بعد کونسل نے ایئر ہیڈ کوارٹر کے استفسار پر دوبارہ غور کیااور حسب ذیل سفارش منظور کی:

"کونسل کی رائے میں دستور پاکستان کے ترمیمی آرڈیننس مجریہ 17 ستمبر 1984ء سے قبل احمدی (قادیانی بشمول لاہوری گروپ) سب غیر مسلم قرار دیئے گئے تھے اور اس ترمیمی آئینی آرڈیننس کے بعد جو کوئی مسلمان احمدی (قادیانی بشمول لاہوری گروپ) ہو جائے تو وہ ازروئے قرآن وسنت اور اجماع امت مرتد ہو گا۔ مرتد باتفاق امت واجب القتل ہے۔ چنانچہ کونسل سفارش کرتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنامذہب تبدیل کرتا ہے تواسے ارتداد سے توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا،اگر وہ نہ مانے اور توبہ نہ کرے تو اس کو تین دن کی مہلت دی جائے گی اور اس دوران اسے اسلام کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دی جاتی رہے گی اور اگر اسلام کے بارے میں کوئی شبہ ہو تو اس کے ازالے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ اگر پھر بھی وہ اپنے ارتداد سے توبہ نہ کرے تو شرع اسلامی میں اس کا خون حلال ہے اور اس کو سزائے موت دی جائے گی۔ کونسل مزید سفارش کرتی ہے کہ ارتداد کے موضوع پر ایک قانون بنایا جائے کیونکہ فی الوقت ملک میں کوئی ایسا قانون یا ضابطہ موجود نہیں ہے جس کے تحت ارتداد کے جرم پر کوئی سزا دی جاسکے۔ اگر حکومت چاہے تو کونسل ہذا ارتداد کے موضوع پر مسودہ قانون تیار کرکے حکومت کو پیش کر سکتی ہے۔ کونسل مذکورہ بالا ریفرنس کے تعلق سے مزید سفارش کرتی ہے کہ تاآنکہ اسلامی قانون ارتداد نافذ ہو مرتدین کو فوری طور پر سرکاری ملازمت سے علیحدہ کرنے کا اہتمام کیا جائے اور کسی مرتد کو سرکاری ملازمت میں نہ رہنے دیا جائے۔"[8]

مسودہ قانون ارتداد کی ترتیب وتدوین:

وزارت مذہبی امور کی استصواب رائے پر کونسل نے اپنی سفارش میں قرار دیا تھا کہ جب تک اسلامی قانون ارتداد نافذ نہیں ہو جاتا مرتدین کو فوراً سرکاری ملازمت سے برطرف کر دیا جائے اور کسی مرتد کو سرکاری ملازمت نہ دی جائے۔اس سفارش کے بعد کونسل کے انیسویں اجلاس منعقدہ اسلام آباد مورخہ 14 نومبر 1983 کے دوران وزارت مذہبی امور پاکستان کی جانب سے کونسل کو استفسار موصول ہوا جس میں وزارت نے مسودہ قانون ارتداد کی ترتیب وتدوین کا مطالبہ کیا تھا۔اس پر کونسل نے فیصلہ کیا کہ جسٹس تنزیل الرحمٰن اس موضوع پر پہلے ہی کام کر چکے ہیں اور انہوں نے نہایت محنت سے اسلامی قانون ارتداد کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ اس لیے کونسل نے ان سے درخواست کی کہ وہ ایک مسودہ قانون مرتب کرکے کونسل میں پیش فرمادیں۔ چنانچہ چیئرمین صاحب کامرتبہ مسودہ قانون بزبان انگریزی واردو ترجمہ مورخہ 11 دسمبر 1983 ممبر صاحبان میں بغرض مطالعہ ارسال کر دیا گیااور ممبران سے درخواست کی گئی کہ جن مندرجات پر کوئی اعتراض یاترمیم مطلوب ہو، اس کو حاشیہ پر تحریر فرما کر کونسل کو ارسال کر دیں۔

کسی رکن کی طرف سے اس مسودہ پر کوئی تحریری رائے موصول نہیں ہوئی۔حسب ایجنڈا مورخہ 29 دسمبر 1983ء کی نشست میں کونسل نے اس مسودہ قانون پر غور کرکے ضروری ترمیم وحذف واضافہ کے ساتھ حسب ذیل مسودہ قانون باتفاق رائے منظور کیا۔[9]

THE APOSTASY ORDINANCE, 1984

ارتداد کا آرڈیننس مجوزہ،1984

1.Short Title, Extent, Application and Commencement.

a. This Ordinance may be called the Apostasy Ordinance, 1984
b. It extends to the whole of Pakistan and shall also apply to every Muslim citizen of Pakistan in any place outside Pakistan.
c. It shall come into force at once.10

ا۔ مختصر عنوان، وسعت، اطلاق اور آغاز

ا۔آرڈیننس ہذا عنوان ارتداد کا آرڈیننس ۱۹۸۴ء ہو گا۔

ب۔اس کا اطلاق پورے پاکستان کے ہر شہری پر ہو گا۔ خواہ اس کا قیام پاکستان سے باہر کسی مقام پر ہو گا۔

ج۔یہ آرڈیننس فی الفور نافذ العمل ہو گا۔

Definitions:

2. In thsi Ordinance, unless there is anything repugnant to the subject or context,

a. Apostasy means renunciation of Din-i-Islam by a Muslim which includes denial by him of any of the essentials of Din including Khatm-i-Nabuwwat.
b. Apostate means a person who has committed apostasy: and
c. Repentance means repentance from apostasy by an apostate and his turning back to Din-i-Islam.

۲۔تعریفات:

آرڈیننس ہذا میں، اِلّا یہ کہ موضوع یا سیاق و سباق میں کوئی امر اس سے متصادم ہو۔

ا۔ ارتداد سے مراد کسی مسلمان کا، بشمول ضروریات دین جن میں حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت بھی شامل ہے، ترک اسلام ہے۔

ب۔مرتد سے مراد ایسا شخص ہے جس نے ارتداد کا ارتکاب کیا ہو اور

ج۔توبہ سے مراد یہ ہے کہ مرتد اپنے ارتداد سے رجوع کر لے اور دین اسلام کی طرف لوٹ آئے۔

Conditions of Apostasy:

3. A person committing apostasy should:
a. be adult ,
b. be aqil and

c. have acted voluntarily.

Explanation:

'adult' means a person who has attained, being a male, the age of eighteen years or, being a female, the age of sixteen years, or hasattained puberty, whichever may be earlier.

۳۔ ارتکاب ارتداد کی شرائط:

ارتداد کا جرم واقع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مرتکب:

ا۔ بالغ ہو۔

ب۔ عاقل ہو۔

ج۔ اس نے ارتداد کا ارتکاب رضاکارانہ کیا ہو۔

وضاحت:

بالغ سے مراد ایسا شخص ہے جس کی عمر مرد ہونے کی صورت میں اٹھارہ سال اور عورت ہونے کی صورت میں سولہ سال ہو چکی ہو یا جسمانی طور پر بلوغت کی حد تک پہنچ چکا ہو، یعنی ان میں سے جو چیز پہلے واقع ہو۔[11]

4. Proof of Apostasy:

The proof of apostasy shall be one of the following forms, namely:

a. The accused makes before a Court of competant jurisdiction a confession that he has committed apostasy; or
b. At least two adult male witnesses about whome the court is satisfied, having regard to the requirements of tazkiyahtush-shuhud that they are 'adil' persons, give evidence that the accused has committed apostasy.

c. **Explanation 1:**

'Tazkiyah tush-Shuhud means the mode of enquiry adopted by a Court for the purpose of determining whether a witness is 'adil or ghair adil.'

Explanation 2:

''Adil' means a Muslim who is known for performing prescribed religious obligations and abstains from major sins.[12]

۴۔ اثباتِ ارتداد:

ارتداد کا جرم مندرجہ ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک میں ثابت ہو گا:

ا۔ ملزم خود عدالت مجازِ سماعت کے روبرو اس امر کا اقرار کرے کہ اس نے جُرم ارتداد کا ارتکاب کیا ہے، یا

ب۔ کم از کم دو بالغ مرد گواہ جن کے بارے میں عدالت تزکیۃ الشہود کے تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مطمئن ہو کہ وہ عادل لوگ ہیں، اس امر کی گواہی دیں کہ ملزم نے جرم ارتداد کا ارتکاب کیا ہے۔

وضاحت نمبر ا:

تزکیۃ الشہود سے مراد تحقیقات کا وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے عدالت کسی گواہ کے بارے میں یہ معلوم کرتی ہے کہ آیا وہ عادل ہے یا غیر عادل۔

وضاحت نمبر ۲:

عادل سے مراد ایسا مسلمان ہے جو دینی فرائض و واجبات کے پابند ہونے میں معروف ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔[13]

5. Offer of Repentance to the Apostate:

a. Where the proof of apostasy as required under section 4 has been furnished, the apostate shall be given offer of repentance by the Court and if he does not repent immediately on being called upon to do so, the Court shall give him three days period or such longer period as the Court deems proper, but not exceeding one month, for reflexion, for this purpose. Meanwhile he shall be detained in prison and arrangements shall be made, as prescribed by Rules, for exhorting him to returning to Islam.

b. If the apostate repents immediately on being upon to do so, or within the period allowed under sub-section (1), it shall be accepted and he shall be acquited:
Provided that if he rejects the offer of repentance and insists on apostasy, he shall be punished under section 7.

۵۔ مرتد سے توبہ کا مطالبہ:

ا۔ جب دفعہ ۴ کے تحت مطلوبہ صورت میں جرمِ ارتداد کا ثبوت مہیا ہو جائے تو عدالت مرتد سے کہے گی کہ وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر لے اگر مجرم توبہ کی دعوت ملنے کے فوراً بعد توبہ نہ کرے تو عدالت اسے اس غرض سے اچھی طرح غور و فکر کے لئے تین دن یا اتنے دنوں کی مہلت دے گی جتنے دن کی مہلت دینا وہ مناسب خیال کرے لیکن یہ مہلت ایک مہینے سے زیادہ نہ ہو گی۔ اس عرصے کے دوران مجرم کو قید رکھا جائے گا اور حسبِ قواعد اسے اسلام کی طرف لوٹ آنے کی تلقین کی جائے گی۔

ب۔ اگر مرتد توبہ کی دعوت ملنے کے فوراً بعد یا ذیلی دفعہ (ا) کے تحت مقررہ مہلت کے اندر اندر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور وہ بری کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ توبہ کی دعوت کو مسترد کرتے ہوئے اپنے ارتداد پر اصرار کرے تو اسے دفعہ ۷ کے تحت سزا دی جائے گی۔[14]

6. Reception of Apostasy:

Where a person, after having been pardoned for the first act of apostasy on account of repentance, commits apostasy for the second or third time, the provisions of section 5 shall mutatis mutandis apply:

Provided that a person committing apostasy for the second or third time, shall, notwithstanding the acceptance of his repentance, be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to two years:

provided further that the provisions of section 5 shall not apply if a person is guilty of apostasy for the fourth time and he shall be liable to punishment provided for apostasy under section 7.

۶۔ جرم ارتداد کی تکرار:

اگر کوئی شخص پہلی بار جرم ارتداد پر توبہ کر لینے اور اس سبب سے معافی مل جانے کے بعد دوبارہ ارتداد کا مرتکب ہوگا تو اس پر دفعہ ۵ کے مندرجات کا مناسب تبدیلیوں کے ساتھ اطلاق کیا جائے گا:

اِلّا یہ کہ اگر کوئی شخص دوسری یا تیسری بار جرمِ ارتداد کا ارتکاب کرے گا تو اسے بلا لحاظ اس امر کے کہ اُس کی توبہ قبول کر لی گئی ہے، قید بامشقت یا قید سادہ کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد دو سال تک ہو سکتی ہے۔

مزید شرط یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چوتھی بار جرمِ ارتداد کا مرتکب ہو تو اس پر قانون ہذا کی دفعہ ۵ لاگو نہیں ہوگی بلکہ دفعہ ۷ میں دی گئی سزا کا مستوجب ہوگا۔[15]

7. Punishment of Apostasy.

a. Whoever being a male commits apostasy shall be punished with death:
    i. Provided that before or at the time of execution of the sentence of death, the apostate repents or shows his readiness to repent, he shall immediately be produced in the court for further orders.
b. Whoever being a female commits apostasy shall be kept in prison till such time she repents.[16]

۷۔ سزائے ارتداد:

ا۔ جو کوئی مرد جرمِ ارتداد کا مرتکب ہوگا، اسے موت کی سزا دی جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ سزائے موت کے اجرا سے پیشتر یا عین وقت پر مرتد توبہ کرلے یا توبہ کے لیے آمادہ ہو تو اسے مزید اجرائے احکام کے لئے عدالت کے روبرو فوراً پیش کیا جائے گا۔

ب۔ جو کوئی عورت جرمِ ارتداد کا ارتکاب کرے گی، اسے قید میں رکھا جائے گا تا آنکہ وہ اپنے جرم سے توبہ کرلے۔[17]

8. Property of the Apostate:

a. on the initiation of proceedings against the apostate on the ground of his apostasy, the Court shall suspend his rights in his property including his right of disposal.
b. If the apostate shows repentance and is acquitted by the Court his rights in his property shall stand restored.
c. Where a person is found guilty and the death sentence is executed, his property acquitted by him, before the act of apostasy shall devolve upon his Muslim heirs and the property acquired by him after the act of apostasy, shall stand forfeited in favour of the State.
d. If the apostate is a female, her rights in her property shall remain in abeyance till her death or repentance by her and in the event of her dying as apostate her property shall devolve upon her Muslim heirs and the property acquired by her after the act of apostasy shall stand confiscated in favour of the State and in case, however, she shows repentance her rights in her property shall stand restored and it shall be deemed to have vested in her as always.[18]

۸۔ مرتد کی جائیداد:

ا۔ کسی مرتد کے خلاف اس کے ارتداد کی بنیاد پر قانونی کارروائی کی تجویز ہو جانے پر عدالت اس کی جائیداد پر اس کے جملہ حقوق معطل کر دے گی، جن میں حق تصرف بھی شامل ہے۔

ب۔ مرتد کے جرم سے توبہ کرنے کی بنا پر عدالت کی طرف سے برات ہو جانے کی صورت میں اس کی جائیداد پر اس کے جملہ حقوق بحال ہو جائیں گے۔

ج۔ جہاں جرمِ ارتداد کا مرتکب پائے جانے پر کسی شخص پر سزائے موت جاری ہو گئ ہو تو اس کے ارتکابِ جرم سے پہلے کی مکسوبہ املاک اس کے مسلم ورثاء کی طرف منتقل ہو جائیں گی اور ارتکاب جرم کے بعد حاصل شدہ املاک بحق سرکار ضبط ہو جائیں گی۔

د۔ مرتدہ کے اس جائیداد پر جملہ حقوق اس کی موت یا جرم سے توبہ تک معطل رہیں گے۔ حالتِ ارتداد ہی میں موت کی صورت میں اس کی جائیداد اس کے مسلم ورثاء کو ملے گی اور جو جائیداد اس نے ارتکاب جرم کے بعد حاصل کی ہو گی وہ بحق سرکار ضبط ہو

جائے گی۔اور ارتداد سے توبہ کی صورت میں اس کی جائیداد پر اس کے تمام حقوق بحال ہو جائیں گے اور یہ سمجھا جائے گا کہ یہ حقوق ہمیشہ کی طرح اس کو حاصل ہیں۔[19]

9. Guardianship of Apostates Children and Right of Custody on their Property.

In the matter of guardianship of the person and property of minor children of the apostate, his or her rights of guardianship and custody, upon the minors shall remain in abeyance till his or her death or repentance by him or her, and in the event of his or her dying as apostate a guardian shall be appointed by the Court to look after the person of the minor children, who will also be responsible to maintain the property of the minor minors. And in the event of acquittal of the apostate from the Court, his or her rights shall stand restoredin his or her minor children's persons and property. Provided that a sucking child may be allowed to be kept in custody of his or her mother i.e. female apostate.

۹۔ ولائت اولادِ مرتد اوران کی جائیداد کو تحویل میں رکھنے کا حق:

مرتد کے نابالغ بچوں کی ذات اور جائیداد کی ولائت کے معاملے میں اس کے نابالغ بچوں کی ذات اور جائیداد پر مرتد یا مرتدہ کا حق حضانت، مرتد یا مرتدہ کی موت یا توبہ تک معطل رہیں گے اور مرتد یا مرتدہ کے نابالغ بچوں کی ذات اور جائیداد کی تولیت کے لئے عدالت ایک ولی کا تقرر عمل میں لائے گی جو نابالغ بچے یا بچوں کی جائیداد کے انتظام وانصرام کا بھی ذمہ دار ہوگا۔مرتد کے توبہ کرنے اور عدالت سے بری ہو جانے کی صورت میں نابالغ بچوں کی ذات اور جائیداد پر اس کے حقوق بحال ہو جائیں گے۔

اِلّا یہ کہ اس شیر خوار بچے کو مرتدہ کی حضانت میں دینے کی اجازت ہو گی جو اپنی ماں کا دودھ پیتا ہو۔[20]

10. Iddat Period:

a. The period of 'iddat' shall commence from the date on which the apostasy becomes absolute.
b. Where the apostate is male, the 'iddat' period of his wife shall be four months and ten days or delivery, in case she is pregnant.
c. When the apostate is female the 'iddat' period shall be three tuhrs (menstrual periods) or three months or delivery, in case she is pregnant.

When the apostate is a female and 'iddat' period has not expired and she has showed repentance, her marriage with her previous husband shall stand restored, and if, however, she shows repentance, after

expiry of her 'iddat' period, it shall be lawful for her to re-marry her previous husband.[21]

۱۰۔ عدت:

ا۔ آغاز عدت اس تاریخ سے ہو گا، جس تاریخ کو مرتد کا جرم ارتداد قطعی قرار پائے گا۔

ب۔ مرتد کی بیوی کی عدت چار مہینے دس دن یا حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل ہو گی۔

ج۔ مرتدہ کی عدت تین طہر یا تین مہینے یا حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل ہو گی۔

د۔ مرتدہ کے اپنی عدت کے دوران توبہ کر لینے کی صورت میں اس کے خاوند سے اس کا نکاح برقرار رہے گا لیکن عدت کے بعد توبہ کر لینے کی صورت میں خاوند سے اس کا تجدید نکاح جائز ہو گا۔۲۲

11. Ordinance to Override other Laws:

The provisions of this Ordinance shall have effect not-withstanding anything contained in any other law for the time being in force.

۱۱۔ آرڈیننس ہذا دیگر تمام قوانین پر فائق ہو گا:

آرڈی ننس ہذا کے احکام نافذ الوقت تمام دیگر قوانین پر فائق ہوں گے۔

12. Interpretation:

In the interpretation and the application of the provisions of this Ordinance, the Court shall seek guidance from the Holy Quran, Sunnah and Fiqh.

۱۲۔ تعبیر:

آرڈیننس ہذا کے احکام کی تعبیر اور اطلاق میں عدالت، قرآن مجید، سنت نبوی اور فقہ اسلامی سے رہنمائی حاصل کرے گی۔

13. Rules:

The Federal Government may, in consultation with the Council of Islamic Ideology, by notification in the official gazette, make such rules as it may consider necessary to carry out the purposs of this Ordinance and other matters ancillary or akin thereto.

۱۳۔ قواعد:

وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے اسلامی نظریاتی کونسل کے مشورے سے ایسے قواعد وضع کرے گی، جو اس کی رائے میں آرڈی ننس ہذا کے اغراض اور دیگر ذیلی یا متعلقہ امور کی تکمیل کے لیے ضروری ہوں۔[23]

اسلامی نظریاتی کونسل کا تیار کردہ قانونی مسودہ، جرم ارتداد پر سزائے موت کا پروانہ عطا کرتا ہے۔ جرم و سزائے ارتداد پر کونسل کے مندرجہ بالا مسودہ قانون 1984 اور اس کی 2007 میں پیش کردہ سفارش کے مابین داخلی تضاد واضح کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے، قانون ارتداد کے مسودہ میں کونسل نے جرم ارتداد پر سزائے موت تجویز کی مگر حدود و تعزیرات کی سفارشات میں جرم و سزائے ارتداد کو قلم زد کر دیا۔ چنانچہ اسلامی نظریاتی کونسل نے 2007 میں حدود و تعزیرات پر جو سفارشات مرتب کی ہیں، ان میں سے سفارش نمبر ۸ کے تحت کونسل نے یہ تجویز کیا ہے:

"یہ صرف پانچ جرائم ہیں جن کی سزا شریعت میں مقرر کی گئی ہے یعنی: زنا، قذف، قتل و جراحت، محاربہ اور چوری۔ ان کے علاوہ باقی سب جرائم کا معاملہ مسلمانوں کے نظم اجتماعی سے متعلق ہے۔ وہ ان کے لیے جو سزا مناسب سمجھے، مقرر کر سکتا ہے۔"[24]

مذکورہ بالا سفارش کے تحت جرم ارتداد پر سزائے موت کو حدود شرعی میں شمار نہیں کیا گیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ سزائے ارتداد کے باب میں کونسل کا موقف، جمہور علمائے امت سے مختلف ہے تاہم یہ واضح نہیں ہے کہ کونسل کے نزدیک حق ارتداد کو آزادی مذہب کا ضروری تقاضا سمجھا جاتا ہے اور اس کی بنا پر ارتداد کو اصلاً جرم ہی تسلیم نہیں کیا جاتا؟ یا کونسل کے نزدیک ارتداد کو جرم سمجھا جاتا ہے مگر اسے حدود کی بجائے تعزیر سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے اور نظم اجتماعی کو اس کی سزا میں کمی بیشی کرنے کا اختیار حاصل ہے؟ اصل صورت حال جو بھی ہے، اس کا نتیجہ بہر حال یہی ہے کہ کونسل کے مسودہ قانون 1984 اور مندرجہ بالا سفارش 2007 میں واضح طور پر تضاد ہے۔ سوال یہ ہے کہ سزائے ارتداد کے باب میں اسلامی کونسل کے اس ارتقائی موقف کا باعث کیا ہے کہ کونسل نے مسودہ قانون میں ارتداد کو موجب قتل جرم قرار دیا تھا مگر حدود و تعزیرات کی مذکورہ سفارش میں جرم ارتداد اور اس کی سزائے موت کا ذکر ہی نہیں ہے؟

جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں اسلامی نظریاتی کونسل کی اسلام پسندی اور حکومت نوازی سے گریز پر قابو پانے کی غرض سے بعض روشن خیال دانشوروں کو اس کونسل میں شامل کیا گیا تھا اور سب سے اہم تبدیلی ایک تجدد پسند دانشور جناب جاوید احمد غامدی کو رکن کے طور پر نامزد کرنا تھا، اس کے نتیجے میں نامور علمائے کرام مثلاً حاجی محمد حنیف طیب اور مظہر سعید کاظمی وغیرہ نے استعفیٰ دے دیا اور مولانا عبداللہ خلجی کے علاوہ کوئی عالم دین بھی کونسل میں موجود نہ تھا حالانکہ آئین کی رو سے کونسل میں تمام مسلمہ مکاتب فکر کی نمائندگی لازم ہے جبکہ دوسری جانب غامدی صاحب اپنے تجدد پسند حواریوں مثلاً رشید جالندھری، ڈاکٹر منظور احمد، سید افضل حیدر اور ڈاکٹر خالد مسعود کے ساتھ زیادہ آب و تاب کے ساتھ کونسل میں براجمان رہے اور اس کا نتیجہ مذکورہ سفارشات کی شکل میں سامنے آیا۔[25]

مندرجہ بالا حقائق کے تناظر میں مقالہ نگار نے جب مذکورہ سفارشات کا تنقیدی مطالعہ کیا اور جاوید احمد غامدی صاحب کی کتاب میزان اور کونسل کی مذکورہ سفارشات میں تقابل کیا تو ہمارا یہ امکانی خدشہ بالکل سچ ثابت ہوا اور اس کے نتیجہ میں یہ بھی معلوم ہوا کہ محض سزائے ارتداد ہی پر کیا موقوف، کونسل کی پیش کردہ تمام کی تمام سفارشات غامدی فکر کے متجددانہ افکار پر مبنی ہیں۔ مثال کے طور پر چند ایک سفارشات کا بنیادی ماخذ ملاحظہ فرمائیں:

حدود و تعزیرات کے باب میں کونسل کی پیش کردہ پہلی سفارش یہ ہے کہ زنا کی انتہائی سزا سو کوڑے اور چوری کی انتہائی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ یہ سزائیں اسی وقت دی جائیں گی جب جرم اپنی نوعیت کے لحاظ سے اور مجرم اپنے ذاتی، تمدنی اور سماجی حالات کے لحاظ سے کسی رعایت کا مستحق نہ ہو۔ عدالت ان اعتبارات سے کسی مجرم کو رعایت کا مستحق سمجھے تو وہ اسے کوئی کم تر سزا بھی دے سکتی ہے۔[26]

کونسل کی پیش کردہ دوسری سفارش یہ ہے کہ زنا بالرضا اور زنا بالجبر دو الگ الگ جرم ہیں۔ عورت اگر اپنے ساتھ زنا بالجبر کی شکایت لے کر آتی ہے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اس صورت میں وہ مستغیث ہے اور ریاست پابند ہے کہ اس کے خلاف اس جرم کی تحقیق کرے، مجرم کو پکڑے اور کسی بھی طریقے سے جرم ثابت ہو جائے تو مجرم کو سزا دے۔[27]

کونسل کی پیش کردہ تیسری سفارش یہ ہے کہ زنا بالرضا کے جرم میں اگر چار گواہ پیش نہ کیے جا سکیں تو ملزم باعزت طور پر بری ہو جائے گا۔ زنا کے الزام میں اس کو پھر کسی دوسرے قانون کے تحت کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔ قرآن کا منشا یہی ہے کہ اس معاملے میں تعلیم و تربیت اور تلقین و نصیحت کا طریقہ اختیار کیا جائے اور سزا اسی وقت دی جائے جب کم سے کم چار گواہ عدالت میں آ کر اس جرم کے ارتکاب کی گواہی دیں، الّا یہ کہ معاملہ لعان کا ہو اور ملزم قسمیں کھانے سے انکار کر دے یا اپنے جرم کا خود اقرار کر لے یا کسی خاص صورت حال میں اس کا جرم آپ سے آپ ثابت قرار پائے۔[28]

کونسل کی پیش کردہ چوتھی سفارش یہ ہے کہ حرابہ اور فساد فی الارض کو صرف ڈکیتی تک محدود نہ رکھا جائے۔ قتل، دہشت گردی اور زنا، زنا بالجبر کی صورت اختیار کر لے تو ان جرائم کو بھی حرابہ قرار دیا جائے اور ان کے مرتکبین کو ان کے حالات کے لحاظ سے وہ تمام سزائیں دی جائیں جو قرآن کی سورہ مائدہ میں حرابہ اور فساد فی الارض کے مجرموں کے لیے بیان ہوئی ہیں۔[29]

کونسل کی پیش کردہ پانچویں سفارش یہ ہے کہ موت کی سزا صرف قتل نفس اور فساد فی الارض کے جرم میں دینی چاہیے۔ قرآن کا صریح حکم ہے کہ ان دو جرائم کے سوا یہ سزا کسی جرم میں بھی دینا جائز نہیں ہے۔[30]

کونسل کی پیش کردہ چھٹی سفارش یہ ہے کہ قصاص کے لیے اولیا کی مرضی کوئی اہمیت نہیں رکھتی، وہ ان کی طرف سے معافی کے باوجود لیا جا سکتا ہے، لیکن قاتل کو رعایت دینا پیش نظر ہو تو اولیا کی رضامندی ضروری ہے اس کے بغیر قاتل کو کوئی رعایت نہیں دی جا سکتی۔[31]

کونسل کی پیش کردہ ساتویں سفارش یہ ہے کہ قتل خطا اور قتل عمد، دونوں میں دیت اسلامی شریعت کا واجب الاطاعت حکم ہے، لیکن اس کی مقدار، نوعیت اور دوسرے امور میں قرآن کی ہدایت یہی ہے کہ معروف، یعنی معاشرے کے دستور اور رواج کی پیروی کی جائے۔ قرآن کے اس حکم کی رو سے ہر معاشرہ اپنے ہی معروف کا پابند ہے اور معروف پر مبنی قوانین کے بارے میں یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ حالات اور زمانہ کی تبدیلی سے ان میں تغیر کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ عاقلہ وغیرہ کی بحثیں اب بالکل بے معنی ہیں۔ مسلمانوں کا نظم اجتماعی اس معاملے میں اپنے حالات و مصالح کے لحاظ سے جو قانون چاہے، بنا سکتا ہے۔[32]

کونسل کی پیش کردہ آٹھویں سفارش یہ ہے کہ یہ صرف پانچ جرائم ہیں جن کی سزا شریعت میں مقرر کی گئی ہے، یعنی زنا، قذف، قتل و جراحت، محاربہ اور چوری۔ ان کے علاوہ باقی سب جرائم کا معاملہ مسلمانوں کے نظم اجتماعی سے متعلق ہے۔ وہ ان کے لیے جو سزا مناسب سمجھے، مقرر کر سکتا ہے۔[33]

کونسل کی پیش کردہ نویں سفارش یہ ہے کہ جرائم کی گواہی کے معاملے میں عورت اور مرد یا مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ زنا کی تہمت کے سوا اسلامی شریعت میں گواہی کے لیے کوئی نصاب بھی مقرر نہیں کیا گیا۔ چنانچہ حدود کے جرائم بھی ان سب طریقوں سے ثابت ہوں گے جن سے جرم اس زمانے میں ثابت ہوتے ہیں یا آئندہ ہوں گے۔ مسلمانوں کے نظم اجتماعی پر اس معاملے میں کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔[34]

کونسل کی پیش کردہ دسویں سفارش یہ ہے کہ قانون کی باقاعدہ تدوین کے بعد جج کے مسلمان ہونے کی شرط غیر ضروری ہے۔ غیر مسلم جج بھی قانون کو پوری طرح سمجھ لینے کے بعد ہر نوعیت کے مقدمات کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔[35]

حدود و تعزیرات کے باب میں کونسل کی سفارشات اور غامدی صاحب کی کتاب کے مذکورہ تقابلی مطالعہ سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدود و تعزیرات کے موضوع پر 2007 میں پیش کردہ کونسل کی جملہ سفارشات کا بنیادی ماخذ جناب غامدی صاحب کی کتاب میزان ہے اور یہ محض اتفاق نہیں ہے بلکہ دیگر خارجی قرائن بھی ہمارے اس دعویٰ کی تائید کرتے ہیں چنانچہ اسلامی نظریاتی کونسل نے سرکاری خرچ پر مذکورہ سفارشات کی وضاحت پر ایک کتاب چھاپی، جسے غامدی صاحب کے شاگرد خاص نے مرتب کیا تھا اور اس کتاب کو ڈاکٹر محمد خالد مسعود چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کی زیر نگرانی چھاپا گیا اور اس کے جملہ حقوق بھی کونسل کے حق میں محفوظ ہیں۔[36]

اس کتاب میں حدود و تعزیرات کی مذکورہ سفارشات کو المورد (غامدی فکر کا ادارہ) کے نقطہ نگاہ سے واضح کیا گیا ہے گویا نہ صرف کونسل کی مذکورہ سفارشات غامدی فکر پر مبنی ہیں بلکہ ان سفارشات کے سیاق و سباق کی تشریح پر مبنی کتاب بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مذکورہ سفارشات کو توضیحی اور تشریحی غذا بھی المورد کے مکتبہ فکر سے دستیاب ہوئی ہے۔

اور اس پر مستزاد یہ ہے کہ عمار خان ناصر کی اس کتاب کو نظریاتی کونسل کے ایک سال بعد المورد نے بھی حک و اضافہ کے ساتھ شائع کیا جس سے مہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے کہ حدود و تعزیرات پر اسلامی کونسل کی سفارشات 2007 کا خام مال، موردِ غامدی کے کارخانہ میں تیار ہوا تھا جو سزائے ارتداد کے انکار پر مبنی ہے۔[37]

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ 1984 میں سزائے ارتداد پر کونسل کی پیش کردہ سفارش اور اس کا مسودہ قانون ہی معتبر ہے جو ہمہ قسم کے سیاسی مداخلت سے آزاد اور تمام مکاتب فکر کی متفقہ آواز ہے اور مقالہ نگار کے نزدیک یہ مسودہ قانون چند جزوی اختلافات کے باوجود، روح اسلام سے ہم آہنگ اور اجماع امت کے مطابق ہے جبکہ اس کے برعکس 2007 میں حدود و تعزیرات پر مبنی کونسل کی پیش کردہ سفارشات آئین، قانون اور شریعت کی رو سے غیر معتبر ہیں کیونکہ وہ سیاسی مداخلت کے نتیجہ میں مرتب ہوئی ہیں اور ان پر ایک خاص

متجدد کی چھاپ بھی واضح دکھائی دیتی ہے۔علاوہ ازیں یہ سفارشات امت کے معتبر مکاتب فکر کی تائید سے بھی محروم ہیں اور اجماع امت کے بھی خلاف ہیں۔

صد حیف، 35 سال بعد بھی قانون ارتداد کا یہ مسودہ محض کاغذ ہی کا ایک ٹکڑا ہے حالانکہ آئین کی دفعہ 229 کی رو سے کونسل کی سفارشات کو چھ ماہ کے اندر بحث کی غرض سے اسمبلی میں پیش کرنا ہوتا ہے اور دو سال کے اندر ایوانِ بالا سے اس کی نسبت قوانین وضع کرنا ہوتے ہیں مگر اسلامی نظریاتی کونسل کی دیگر بہت سی سفارشات کی مانند سزائے ارتداد پر پیش کردہ سفارش کے ساتھ بھی سوتیلا سلوک کیا گیا ہے چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کونسل کو محض سفارشاتی اور مشاورتی ادارے تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے قانون سازی کے باب میں ایوانِ زیریں اور ایوانِ بالا کے مساوی بلکہ اس سے بھی یک گونہ اعلیٰ درجہ دیا جائے کیونکہ کونسل ہی نے ملک میں جاری قوانین کو اسلام کے مطابق بنانا ہوتا ہے اور یہ فیصلہ بھی کونسل ہی نے کرنا ہوتا ہے کہ مجوزہ قوانین میں سے کون سا قانون اسلام کے مطابق نہیں ہے اور یہ خواب اسی صورت میں شرمندہ تعبیر ہوسکے گا، جب اسلامی نظریاتی کونسل کے دائرہ کار اور دائرہ اختیار کو وسیع کیا جائے گا، ورنہ پاکستان میں اسلامی قوانین کے ساتھ آنکھ مچولی کا کھیل جاری رہے گا۔[38]

References

1. Australian Journal and Islamic Studies Research (Ajhirs), Vol-2, Issue-2, July, 16 to December, 16, P:30, Naheed Arain

2۔ دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۳۷۹۱ء، آرٹیکل ۸۲۲، ترمیم شدہ ایڈیشن، جنوری ۵۱۰۲ء، قومی اسمبلی، حکومت پاکستان، ص: 200

The Constitution of the Islamic republic of Pakistan, 1973, article 228 Edition, 2015 National assembly, Govt. of Pakistan, P200

3۔ ایضا، ص: 200-201

Ibid: 200

.4 www.cii.gov.pk/history

5۔ دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان، آرٹیکل 230

The Constitution of the Islamic republic of Pakistan, article 230

6۔ ایضا، ص: 203

Ibid: 202

7۔ سالانہ رپورٹ 82-1981، ص: 50-51، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد

Annual report, 1981, Council of Islamic ideology govt. of Pakistan, Islamabad, p 50-51

8۔ سالانہ رپورٹ 83۔1982، ص:23-25

Annual report, 1982, p23-25

9۔ سالانہ رپورٹ 84۔1983:79

Annual report, 1983-84, p 97

10۔ ایضا، ص:98

Ibid 98

11۔ سالانہ رپورٹ:84۔1983:103

Annual report, 1983-84, p103

12۔ ایضا، ص:99

Ibid :84

13۔ ایضا، ص:104

Ibid 104

14۔ ایضا، ص:105

Ibid : 105

15۔ ایضا، ص:106

Ibid : 106

16۔ ایضا، ص:100

Ibid : 100

17۔ فقہ حنفی کی رو سے عورت کو ارتداد کی سزا میں قتل کی بجائے قید کیا جائے گا جبکہ دیگر فقہائے کرام کا خیال ہے کہ سزائے ارتداد میں مرتد مرد اور عورت کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔

18۔ سالانہ رپورٹ؛84۔1983، ص:101

Annual report, 1983-84, p:101

19۔ امام ابو حنیفہؒ مرتد کی جائیداد میں قبل از ارتداد اور بعد از ارتداد کمائی کا فرق کرتے ہیں، جمہور فقہاء اس کے قائل نہ ہیں۔

20۔ سالانہ رپورٹ؛84۔1983، ص:106

Annual report, 1983, p:106

21۔ ایضا، ص:102

Ibid : 106

22۔ ایضا، ص:106

Ibid : 107

23۔ ایضا، ص:107

Ibid : 107

24۔ حدود و تعزیرات سے متعلقہ سفارشات، سالانہ رپورٹ ۲۰۰۷، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

Huddod o Tazeerat sy Mutalqa Sefarshat, Annual report, 2007, Council of Islamic ideology, Islamabad

25۔ ماہنامہ محدث، ماڈل ٹاؤن لاہور، نومبر، 2008 جلد 40، شمارہ 326، ص:3

Monthly Muhaddis, Modal town Lahore November, 2008, Vol. 40, No. 326, p:2

26۔ غامدی، جاوید احمد، میزان، ص:629 المورد، 51۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور، طبع سوم، 2008

Ghamidi, Javed Ahmad, Meezan, Al-Mawrid, Modal town Lahore, 2008, p: 626

27۔ غامدی، میزان:613

Ghamidi, Meezan, p:612-613

28۔ ایضاً، ص:625

Ibid :625

29۔ ایضا، ص:612 Ibid :612

30۔ ایضاً، ص:614 Ibid :614

31۔ ایضاً Ibid

32۔ ایضاً، ص:623 Ibid : 623

33۔ ایضاً:610 Ibid : 610

34۔ ایضا Ibid

35۔ ایضاً Ibid

36۔ عمار خان ناصر، حدود و تعزیرات؛ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا جائزہ، طبع اول، 2007

Ammar Khan Nasir, Huddod o Tazeerat, Islami Nazaryati Council ki safarshat ka Jaizah, 2007

37۔ حدود و تعزیرات؛ چند اہم مباحث، المورد، لاہور، جولائی، 2008

Huddod o Tazeerat, Chand Aham Mubahis, Al-Mawrid, Lahore, July, 2008

38۔ دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان، 1973، دفعہ:229

The Constitution of the Islamic republic of Pakistan, 1973,